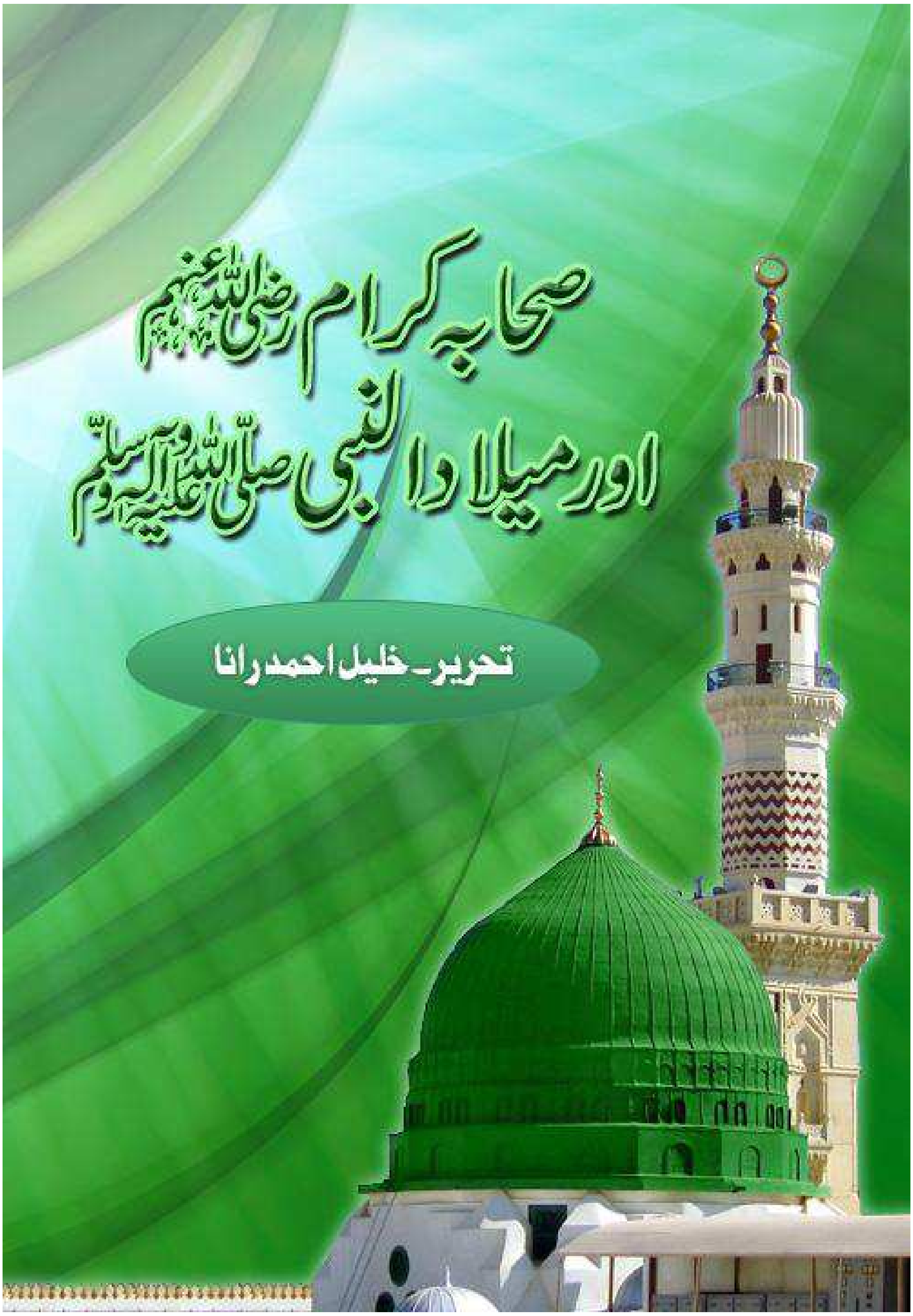

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تحریر۔ خلیل احمد رانا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحریر۔خلیل احمد رانا

''صحابہ نے یہ عمل کیا ہو،ایک حدیث بتائیں؟ پھر آپ کو اجازت ہے جو چاہے کریں، یہ چراغاں کس صحابی نے کیا،اگر یہ چراغاں کرنا باعث اجروثواب ہے، یہ جلوس نکالنا، یہ خوشی کا طریقہ اللہ کے نبی کی شریعت میں ہے تو دلیل دو، کیا نبی کے صحابہ نے کیا؟

عرض ہے کہ منکرین کو چاہئے کہ ان کاموں کے ناجائز ہونے پر شرع سے ممانعت کی کوئی دلیل بیان کریں کہ قرآن کی فلاں آیت میں ہے کہ خبردار میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چراغاں نہ کرو، جھنڈے نہ لگاؤ،کوئی ایک آیت بتائیں؟ یا کسی حدیث میں یہ ممانعت آئی ہو، یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے ان کاموں سے منع کیا ہو؟

جب ممانعت کی کوئی دلیل نہیں تو یہ کہنا کہ یہ کام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ کرام نے نہیں کیا،لہذا بدعت ہے یا منع ہے، یہ دھونس، دھاندلی اور لوگوں دھوکہ دینا ہے،اُمت محمدیہ میں انتشار وافتراق پیدا کرنا ہے۔

منکرین میلاد یہ بتائیں کہ کیا یہ شریعت کے اصول میں سے کوئی اصول ہے کہ صحابہ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح نہیں منایا تو اس کا منانا ناجائز ہے؟ کیا شریعت کے قانون میں کوئی ایسا قانون ہے کہ جو کام صحابہ نے نہ کیا تو اُمت مسلمہ کو وہ کام کرنا جائز نہیں،کیا منکرین کے سارے کام صحابہ کرام کے معمولات جیسے ہیں؟ کیا کھانا پینا،لباس، ملازمت، شادی،غمی وغیرہ اسی طرح ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام کا تھا؟

زمانے کی ارتقاء کے ساتھ ساتھ طریقے بدلتے رہتے ہیں، ہاں خلاف شرع نہ ہوں، یہ بات یاد رکھیں! زمانہ حَکَمْ نہیں ہوتا کہ یہ کام فلاں زمانہ میں نہیں تھا لہذا اب ناجائز ہے، بلکہ قرآن وحدیث حَکَم ہوتے ہیں، کسی بھی کام کے متعلق یہ دیکھا جائے گا کہ یہ کام قرآن وحدیث کے خلاف ہے یا نہیں، ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

{وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا} الحشر:۷

ترجمہ: اور جو رسول تمھیں دیں تو وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں تو اس سے رک جاؤ۔

معلوم ہوا کہ جس کام کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب ہے نہ گناہ پس جاننا چاہیئے کہ جو طریقِ محبت کتاب وسنّت سے ثابت ہے وہ ضرور قابل عمل ہے اور جو کتاب وسنّت میں منع ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا اگرچہ سجدہ کرنے والا کتنی ہی اعلیٰ محبت کا دعویٰ کرے مگر اس کے باوجود یہ طریقِ محبت مردود و باطل اور ضرور نا قابل عمل ہے باقی رہی تیسری صورت کہ نہ اس کا حکم ہے اور نہ اس سے منع کیا یعنی وہ طریق محبت جس سے کتاب وسنّت نے سکوت کیا ہے اس سے متعلق کیا حکم ہے؟ غور سے سنئے! اس تیسری صورت کے متعلق امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ''فتح الباری'' شرح ''صحیح البخاری'' میں لکھتے ہیں:

إن كانت ممّا تندرج تحت مستحسن في الشرع فهي حسنة وإن كانت ممّا تندرج تحت مستقبح في الشرع فهي مستقبحة وإلا فهي من قسم المباح۔

(فتح الباری، ج ۴، ص ۲۹۴، طبعة دار الحدیث، قاھرة۔)

ترجمہ۔ اگر وہ ایسی چیز کے تحت ہے جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے تحت ہے جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو ان دونوں کے تحت نہ ہو تو وہ مباح قسم سے ہے یعنی اس کا کرنا یا نہ کرنا دونوں برابر ہے۔

محبت و تعظیم رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وہ تمام طریقے بھی جائز ہوں گے جو خلاف شرع نہ ہوں اگرچہ ان کا ثبوت صراحتاً قرآن وحدیث سے نہ ملے البتہ وہ طریقہ جو خلاف شریعت مطہرہ ہو، جس کی ممانعت آئی ہو قابل عمل نہیں ہوگا۔

خود مخالفین کے ایک معتبر عالم شیخ وحید الزمان اپنی کتاب میں ایک حدیث اسی سلسلے میں لکھتے ہیں، سماعت فرمائیے:

كلّ شيء لك مطلق حتى يرد فيه نهي۔

(لغات الحدیث، کتاب الطاء، ۳/۳۸، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: ہر چیز کا کرنا تجھ کو روا ہے یہاں تک کہ اس کی ممانعت میں کچھ وارد نہ ہو جائے۔ (ترجمہ از شیخ وحید الزمان)

نیز شیخ وحیدالزمان خود اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں یعنی قرآن یا حدیث میں اس کی ممانعت نہ آجائے یہ حدیث دین کی ایک بڑی اصل ہے تمام کھانے' پینے' پہننے' کی چیزیں دنیا کے رسم و رسومات مباح (جائز) ہیں جب تک کہ ان کی ممانعت کسی نص سے ثابت نہ ہو۔

خوب یادرکھیے! محفلِ میلاد ہو یا نعت خوانی، چراغاں ہو یا جلوس کی شکل میں کسی مقام پر پہنچنا تا کہ علماء کی تقریر سے استفادہ کریں، یہ امور قرون ثلاثہ میں اپنی مروّجہ صورت میں بعینہ موجود نہ تھے مگر ان کی اصل ضرور ملتی ہے اور یہ تمام کام محبتِ رسول اور تعظیمِ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں اور محبت و تعظیمِ رسول، کتاب وسنّت سے اظہر من الشّمس ہے پس یہ امور ایسی چیز کے تحت ہیں جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے لہٰذا محض قرونِ ثلاثہ میں ان کا ثبوت نہ ہونے سے ان کا باطل ومردود ہونا لازم نہیں ہے اگر مخالفین اپنی بات کا بھرم رکھنا چاہتے ہیں تو ان امور کی مذمّت، کتاب وسنّت سے بتائیں ورنہ شورنہ کریں۔

دلیل منع کرنے والے کے ذمہ ہوتی ہے، اگر کسی کام کی ممانعت شرع سے ثابت نہ ہو تو وہ مباح ہے، آپ میلاد النبی منانے کی ممانعت میں کوئی حدیث یا اقوال صحابہ یا اقوال ائمہ دکھائیں جس میں یہ الفاظ لکھے ہوں کہ خبردار میلاد النبی نہ منانا، یہ اصول معترضین اپنے ہی کسی پڑھے لکھے مستند عالم سے پوچھ لیں۔ کسی کام کا قرون اولیٰ میں نہ ہونا ممانعت کی دلیل نہیں ہوتی، ہر کام کے متعلق یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس میں مخالفت شرع تو نہیں؟ تلاوت، نعت، ولادت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا بیان کرنا، خوشی میں روشنی کرنا، صدقات کرنا، شرع میں منع نہیں۔

سلف صالحین نے بھی میلاد منایا، خواہ ان کی نوعیت دورحاضر کے جلسوں جیسی نہ رہی ہو، چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانہ میں بھی تھا اور صحابہ کے زمانہ میں بھی تھا وہ لکھتے ہیں :

''اس کا وجود زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ کے میں بھی تھا اگرچہ اس نام سے نہ تھا، ماہرین فن حدیث پر مخفی نہ ہوگا کہ صحابہ مجالس وعظ اور تعلیم علم میں فضائل نبویہ اور ولادت احمدیہ کا ذکر کرتے تھے''۔ (مجموعہ فتاویٰ، مطبوعہ کانپور، جلد ۲، ص ۱۵۰)

علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۹۳ھ) شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

''ومن الجهلة من يجعل كل امر لم يكن فی زمن الصحابة بدعة مذموته وان لم يقم دليل على قبحه تمسكاً بقوله عليه السلام اياكم ومحدثات الامور ولا يعلمون ان المراد بذٰلک هو ان يجعل فی الدين ماليس منه''۔ (علامہ سعدالدین تفتازانی: شرح المقاصد : جلد ۵: ص ۲۳۲)

ترجمہ۔ ''وہ لوگ جاہل ہیں جو ہر اس کام کو بدعت مذمومہ قرار دے دیتے ہیں جو صحابہ کے دور میں نہ ہوا گرچہ اس کی قباحت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو اور ان کا استدلال حضور علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی سے ہے کہ محدثات سے بچو حالانکہ وہ جانتے نہیں کہ اس سے مراد کسی ایسی شئے کو دین میں داخل کرنا ہے جو دین سے نہ تھی''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں مدرسہ کو صفہ کہا جاتا تھا، اَب مدرسہ کہا جاتا ہے اور اَب زمانے کی ارتقاء کے ساتھ اس کی ہیئت ہی اور ہے، تو اَب اس طرح کے مدارس کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔

منکرین بدعت کی کوئی ایسی تعریف کریں کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدیوں بعد لکھی جانے والی حدیث کی کتاب بخاری شریف کا ختم ہر سال منعقد کرانا، اس پر مسرت کا اظہار کرنا، اسے جشن بخاری یا ختم بخاری کا نام دینا، ختم کے بعد شیرینی تقسیم کرنا تو عین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کے مطابق ہو، اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے منعقد کرنا بدعت ہو جائے؟

نسائی شریف کی حدیث ہے کہ :

''عن ابی سعید الخدری قال: قال معاویة (رضی اللہ عنہ) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج علی حلقة، یعنی من اصحابہ، فقال: ما اجلسکم؟ قالوا: جلسنا ندعوا اللہ و نحمدہ ماھدانا لدینہ و من علینا بک قال اللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا اللہ ما اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفکم تھمة لکم و انما اتانی جبریل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملائکة''۔

(نسائی شریف، باب کیف استحلف الحاکم، حدیث نمبر ۵۴۲۸، مطبوعہ دارالسلام ریاض)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے صحابہ کرام کے حلقہ پر آپ نے دریافت فرمایا تم کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ سے دُعا اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنا دین ہم کو بتلایا اور ہم پر احسان کیا آپ کو بھیج کر، آپ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم، تم اس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم اسی واسطے بیٹھے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو اس لئے قسم نہیں دی کہ جھوٹا سمجھا بلکہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ اللہ تم لوگوں سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے''۔

اس حدیث شریف سے یہ صاف واضح ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا۔

صحابہ کرام کا مجلس بنا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا کہ ''اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا'' اگر صحابہ کا حلقہ مجلس میں ایسا کہنا بدعت نہیں تو اہل سنت کا حلقہ مجلس کا انعقاد کر کے ایسا کہنا کیوں بدعت ہے ؟

اَب قارئین ہی انصاف فرمائیں کہ اس حدیث شریف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ثابت ہو رہی یا نہیں؟ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے احسان کا ذکر، ذکر میلاد نہیں تو اور کیا ہے؟ اور دیوبندی نے بھی اپنے ترجمہ میں اس کا اعتراف کیا ہے، ہم نے نیچے سکین میں اس کو انڈر لائن کر دیا ہے۔

امام قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''**الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں لکھتے ہیں!

''کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر لونہ وینحنی''۔

(اندلسی، قاضی عیاض بن موسیٰ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ: ج ۲، ص ۳۳)

ترجمہ۔ یعنی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس سنتے تو ان کا رنگ (بوجہ ہیبت وعظمت اسم اقدس) متغیر ہو جاتا اور نام اقدس سننے کی وجہ سے سرنگوں ہو جاتے تھے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ، (۹۳ھ۔۱۷۹ھ) تبع تابعی ہیں، محدث ہیں، اہل سنت کے فقہ مالکی کے امام ہیں، آپ کی کتاب ''**موطا امام مالک**'' کا بہت بڑا مقام ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر سے بدکنے والوں سے سوال ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کو کون سی حدیث سے یہ ثبوت ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس کو سن کر سر جھکا لیا جائے؟۔ الشفاء میں ''ینحنی'' کا لفظ ہے، یعنی ادب سے جُھک جاتے، کیا اتنے بڑے امام اور محدث کو کسی نے بدعتی کہا ہے؟، یہ صرف منکرین کا کام ہے کہ خود تو اپنے نصیب میں ادب کرنا ہے نہیں، اور جو بھولے بھالے مسلمان تعظیم وادب کرتے ہیں، ان کو پریشان کرتے ہیں اور ان کے پیچھے لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں کہ یہ بدعت ہے وہ بدعت ہے، اور اپنے اس گھناؤنے جرم سے پیٹ پالنے کے لئے مسلمانوں میں تفرقہ کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

امام مالک علیہ الرحمہ (تبع تابعی) مدینہ منورہ میں سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے، اس کا سبب یہ فرمایا کرتے تھے کہ سواری کے سم سے ایسی سرزمین کے روندنے میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک ہو مجھے اللہ سے شرم وحیا آتی ہے۔

(بستان المحدثین، از شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۲۲)

امام مالک علیہ الرحمہ کے ان معمولات سے ہم پروردشدہ الزام کو باطل کرنے کی وجۂ استدلال یہ ہے کہ اگر بقول

مخالفین ہر وہ کام جو قرونِ ثلاثہ (عہدِ رسالت وصحابہ وتابعین) سے ثابت نہ ہو بدعت سیئہ، گمراہی اور دخولِ جہنم کا باعث ہے تو امام مالک علیہ الرحمۃ پر اعتراض ہوگا کہ ان کے یہ کام بھی قرون ثلاثہ میں ثابت نہ تھے، صحابہ کرام نے نہیں کیئے، تو کیا معاذ اللہ! مخالفین کے نزدیک امام مالک گمراہ اور جہنمی ہیں اگر مخالفین اس کا اقرار کریں تو یہ باطل ومردود ہے کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اہل اسلام نے امام مالک علیہ الرحمہ کو بالاتفاق حدیث وفقہ کا امام تسلیم کیا ہے نہ کہ گمراہ اور جہنمی۔

اور اگر مخالفین امام مالک علیہ الرحمہ کے گمراہ اور جہنمی ہونے کا انکار کریں تو پھر ان افعال پر ہمیں گمراہ اور جہنمی بنانے کی تردید ہوجائے گی جو بہ ہیئت کذایہ (موجودہ حالت میں) قرونِ ثلاثہ میں ثابت نہ تھے۔

اوّلاً: یہ بات مخالفین کے اختراعی قاعدہ کے بطلان سے متعلق بیان ہوئی ہے۔

ثانیاً: ہم پوچھتے ہیں کہ مخالفین کا یہ قاعدہ بیان کرنا کہ وہ ہر کام جو قرونِ ثلاثہ (عہدِ رسالت وصحابہ وتابعین) سے ثابت نہ ہو وہ بدعت سیئہ، گمراہی اور دخول جہنم کا باعث ہے۔

کونسی آیت قرآن یا حدیثِ حبیب رحمن سے ثابت ہے؟ اگر ثابت نہیں اور ہرگز ثابت نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مخالفین کا علی الاطلاق ذکر کردہ یہ قاعدہ ہی اختراعی اور من گھڑت ہے۔

ثالثاً: ہم یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ امام مالک علیہ الرحمہ کے ذکر کردہ معمولات قرون ثلاثہ میں ثابت نہ بھی ہوں مگر ان کی اصل تو شریعت مطہرہ میں ملتی ہے اور وہ تعظیم ومحبت رسول ہے کیونکہ امام مالک علیہ الرحمہ کا ان افعال مذکورہ پر عمل پیرا ہونے کی بنیاد بلاشبہ تعظیم ومحبت رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر تھی نیز یہ افعال خلاف شرع بھی نہ تھے اور یہ بات أظهر من الشمس و أبين من الأمس ہے کہ تعظیم ومحبت رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی تاکید واہمیت، کتاب وسنّت میں جابجا آئی ہے لہٰذا یہ کام اگرچہ بدعت (نئے) ہی کیوں نہ ہوں مگر قابل اعتراض نہیں بلکہ باعثِ اجر وثواب ہوں گے کیونکہ ان کی بنیاد ومبنی محبت مصطفی اور تعظیم مجتبیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے جو کتاب وسنّت سے ظاہر وباہر (روشن) ہے۔

کسی کام کا کرنا نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور صحابہ وائمہ سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ انہوں نے یہ کام کیا ہی نہ ہو البتہ یہ فائدہ ضرور حاصل ہوگا کہ احادیث وآثار میں اس کام کا کرنا بیان نہیں ہوا نہ یہ کہ اس کام کا نہ کرنا بیان ہوا ہے جیسا کہ مخالفین نے سمجھ لیا ہے لہٰذا مخالفین اگر سچے ہیں تو بتائیں کہ کس حدیث رسول یا اثر صحابی میں یہ بیان آیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میلاد نہیں منایا ہے؟ ہماری

طرف سے مخالفین کو اجازت ہے کہ وہ تمام کتبِ احادیث وآثار کا مطالعہ کر کے ایک ایسی حدیث یا اثر بحوالہ بیان کر دیں جس میں یہ مذکور ہو کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہو کہ ہم نے میلاد نہیں منایا یا ہم میلاد نہیں مناتے ہیں باقی رہی اصول کی بات تو سنئے ''تفسیر کبیر'' میں امام فخر الدین رازی فرماتے میں ہے:

عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود۔

(''التفسیر الکبیر'' لبقرۃ:۸۱، ج۱،ص ۵۶۹،طبعۃ دار إحیاء التراث، بیروت)

ترجمہ: یعنی کسی چیز کا نہ پایا جانا اس کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

''فتح القدیر'' میں ہے:

عدم النقل لا ینفی الوجود۔

(''شرح فتح القدیر''، کتاب الطہارات، ج۱،ص ۲۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

یعنی کسی چیز کے منقول نہ ہونے سے اس کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

برسبیل تنزّل بقول مخالفین نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے میلاد نہیں منایا لیکن اصول میں سے ایک اصل یہ بھی ہے کہ کسی کام کا نہ کرنا الگ بات ہے اور کسی چیز سے منع کرنا الگ بات ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ کام ممنوع ہے جس سے نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے منع کیا ہے لیکن وہ کام مطلقاً ممنوع نہیں ہے جو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نہ کیا ہو، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا} الحشر:۷

ترجمہ: اور رسول جو تمہیں دیں تو وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں تو اس چیز سے رک جاؤ

اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ ما فعل الرسول فخذوہ و ما لم یفعل فانتھوا یعنی جس کام کو رسول نے کیا اسے تو کرلو اور جو کام نہیں کیا اس سے رک جاؤ لہٰذا مخالفین زیادہ بات بنانے کے بجائے ایک ایسی قرآن کی آیت یا کوئی حدیثِ رسول بتائیں جس میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے میلاد منانے سے منع کیا ہو اگر ایسی بات نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو فرمانِ الٰہی پر غور کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ [النحل:۱۱۶]۔

ترجمہ:اور جھوٹ نہ بولوجن کے بارے میں تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس طرح تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افترا باندھوگے، بے شک جولوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان تراشتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک میلاد کے لئے اجتماع تلاوت قرآن،حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی علامات کا ذکر ان بدعات حسنہ میں سے ہے جن پر ثواب مترتب ہوتا ہے کیوں کہ اس میں آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی تعظیم ومحبت اور آپ کی آمد کی خوشی کا اظہار ہے''۔

(''الحاوي للفتاوِي''، ج۱ص۲۲۱،دارالفکر،بیروت)

شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

''بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا یا تو مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دن مناتے ہیں یا مقصد فقط رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے اگر دوسری صورت ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے عمل پر ثواب عطا فرمائے گا''۔

(اقتضاءالصراط المستقیم،مطبوعہ ریاض،ص۶۱۹)

نیز لکھتے ہیں:

''اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول علیہ الصلاۃ والسلام ہے تو اس کے کرنے والے کے لئے اجر عظیم ہے جس طرح میں نے پہلے بیان کیا ہے''۔(اور صاف ظاہر ہے کہ مسلمان ممالک میں محافل میلاد کے انعقاد میں سوائے تعظیم ومحبت رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اور کوئی بھی مقصد پیش نظر نہیں ہوسکتا)۔

(''اقتضاءالصراط المستقیم''،ص۶۲۱)

میلاد کی خوشی میں اہل حرمین کا جلوس

'' امام قطب الدین حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۹۹۰ھ) جو کہ مکہ مکرمہ میں علوم دینیہ کے استاذ تھے،اہل مکہ مکرمہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

'' ۱۲/ربیع الاوّل کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد الحرام میں اجتماع کا اعلان ہوجاتا تھا،تمام علاقوں کے علماء،

فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد الحرام میں اکٹھے ہوجاتے، تمام مشائخ اور مشہور معزز لوگوں کے طائفے (جتھے) ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے جاتے، ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتیں، وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی، پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے، تمام مسلمانوں کے لئے دُعا ہوتی پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے، واپسی پر مسجد حرام میں بادشاہ وقت دستار بندی کرتا، پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی، اس کے بعد لوگ اپنے گھروں کو چلے جاتے، یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دُور دراز دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدّہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے"۔

(شیخ قطب الدین مکی حنفی: الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، مطبوعہ مطبع خیریہ مصر ۱۳۰۵ھ، ص ۲۹۷، ۲۹۸)

امام حافظ ابومحمد عبدالرحمن شہاب الدین ابوشامہ مقدسی شافعی علیہ الرحمہ المتوفی ٦٦٥ھ (جو کہ مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے) نے بدعت کے موضوع پر ایک کتاب "الباعث علی انکار البدع و الحوادث" لکھی جس میں انہوں نے بدعت کی نشان دہی کرتے ہوئے واضح کر دیا ہے کہ محفل میلاد ہرگز ہرگز بدعت نہیں اگر اسے بدعت کہنا ہی ہے تو بدعت حسنہ (یعنی اچھا نیا طریقہ) کہا جائے، ان کی عبارت مع ترجمہ درج ذیل ہے :

"ومن احسن البدع ما ابتداء فی زماننا ھذا من ھذا القبیل ما کان یفعل بمدینۃ اربل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الصدقات و المعروف و اظھار الزینۃ و السرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء یشعر بمحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تعظیمہ و جلالتہ فی قلب فاعلہ و شکر اللہ تعالیٰ علی مامن بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

(الباعث علی انکار البدع و الحوادث، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۱ء، ص ۲۱)

(ہمارے زمانے میں شہر اربل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن جو صدقات، اظہار زینت اور خوشی کی جاتی ہے، یہ بدعت حسنہ کے زمرے میں شامل ہے، کیونکہ اس کے ذریعے فقراء کی خدمت کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، جلال اور تعظیم کا بھی اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بصورت رحمۃ للعالمین جو عظیم نعمت عطا فرمائی اس پر شکریہ بھی ہے۔)

(امام ابوشامہ علیہ الرحمہ کے اس عقیدہ پر وہابی محشی نے حاشیہ میں اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے اختلاف کیا ہے

ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہم مصنف کی بات مانتے ہیں)

محدّث امام ابومحمد ابوالقاسم شہاب الدین عبدالرحمن بن اسماعیل المقدسی الشافعی الدمشقی المعروف بأبی ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ٦٦٥ھ) کوئی معمولی عالم نہیں تھے، حافظ ابن کثیر دمشقی اور ان کے شاگرد مشہور نقاد حافظ شمس الدین ذہبی نے ان کو ''مجتہد'' لکھا یعنی یہ مسائل میں اجتہاد کر سکتے تھے۔

(حافظ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، جز ١٧، ص ٤٧٣)

(حافظ شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ص ١٤٦٠)

امام ابوشامہ نے صاف لکھا کہ اس دن جو صدقات، اظہار زینت اور خوشی کی جاتی ہے یہ بدعت حسنہ میں شامل ہے۔ بدعت حسنہ برا کام نہیں ہوتا، اچھا کام ہوتا ہے،

کیا جھنڈے لگانا، بلب روشن کرنا، بلبوں کی لڑیاں جھالریں لگانا اظہار زینت اور جلوس نکالنا خوشی میں شامل نہیں ؟

سمجھنے والے کے لئے تو یہ کافی ہے، ضد اور ہٹ دھرمی کا علاج نہیں ہوتا۔